بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالحدیث رحمانیہ دہلی مرحوم

آخری قسط - مشاہدات اور تاثرات

یہ مضمون بہت طویل انتہائی دلچسپ، عبرت خیز اور معلومات سے بھرپور ہے۔ یہ کئی قسطوں میں شائع ہوسکے گا۔ انشاءاللہ۔

اس مضمون کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱- دارالحدیث رحمانیہ کی تاسیس کا پس منظر اور اس کے اغراض ومقاصد۔

۲- دارالحدیث کی خصوصیات اور اس کے نصاب تعلیم کا تفصیلی تعارف۔

۳- مدرسین حضرات کا تعارف اور ان کی سیرت وکردار کا مختصر خاکہ۔

۴- اہل علم زائرن کرام کا تعارف اور ان کے افکار وآراء اور تقاریر کے اہم نکات کا خلاصہ۔

۵- دارالحدیث رحمانیہ سے فارغ ہونیوالے اہل علم کا تعارف اور ان کی کاوشوں کا مختصر خاکہ۔

۶- طلباء کی غیر نصابی سرگرمیاں اور مہتمم صاحب کی دلچسپی۔

۷- مہتمم دارالحدیث رحمانہ کے اخلاق وکردار کا ایک خاکہ اور ان کی انتظامی صلاحیت۔

۸- دارالحدیث رحمانیہ کا انتظام، نظام امتحان اور ممتحن حضرات کا تعارف۔

۹- دارالحدیث رحمانیہ میں طلبہ کے قیام وطعام اور دوسری سہولیات کی تفصیل۔

۱۰- ہم سبق ساتھیوں کا مختصر تعارف۔

۱۱- متفرق امور۔

عبدالغفار حسن

فارغین دار الحدیث رحمانیہ دہلی

مفصل کوائف مولانا نذیر احمد صاحب مرحوم

ولادت ۶ فروری ۱۹۰۶ء ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ہوئی اور سانحہ ارتحال ۳ مئی ۱۹۶۵ء بمطابق ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ بروز یکشنبہ کو تین بجے دن میں پیش آیا۔ والد کا نام عبدالشکور اور دادا کا نام شیخ جعفر علی تھا آپ کا گھرانہ یہاں کے مقتدر گھرانوں میں شمار ہوتا تھا۔

مولد و منشا:۔ مولانا کا مولد و منشا "املو" ہے۔ یہ موضع قصبہ مبارکپور سے سمت شرق ایک میل اور شہر اعظم گڑھ سے ۸.۷ میل دوری پر ہے۔ یہ قصبہ عرصہ دراز سے علم و فن کا گہوارہ رہا ہے۔ اور یہاں بڑے بڑے علمائے دین اور اساتذہ علم و فن گزرے ہیں۔ گویا یہ جگہ اپنی ممتاز علمی خصوصیات کے اعتبار سے عرصہ دراز سے مرجع خلائق تھی۔

موضع املو مبارکپور سے ٹھیک مشرق میں واقع ہے۔ یہاں کے توحید و سنت کے شیدائی اپنے دینی مسائل میں جس طرح مقامی اہل علم سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ فیض ان کو مبارکپور کے ممتاز ارباب فضل و کمال سے پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ ایک میل کی مسافت کوئی مسافت نہیں ہے اس لئے اگر ایک جگہ کسی طرح کی کوئی مختلف بات پیش آجائے تو اس کے اثرات دوسرے جگہ فوراً نمایاں ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے پوری طرح وابستہ ہیں۔

تعلیم و تربیت:۔ مولانا نذیر احمد صاحب رحمانی کی ابتدائی تعلیم مبارکپور میں ہوئی اس کے بعد آپ نے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں داخلہ لے لیا۔ یہاں سے کچھ

ہی دنوں بعد مدرسہ فیض عام مئو میں داخل ہوگئے۔ مدرستہ الاصلاح کی نسبت فیض عام کے قیام کی مدت زیادہ ہے۔ یہاں آپ کو صدر المدرسین حضرت مولانا محمد احمد صاحب کی تعلیم و تربیت سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملا۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب مئو کے ان برگزیدہ علماء میں سے ہیں جن کی وجہ سے مئو میں علم و فن کو زندگی ملی آپ کی شان میں یہ کہنا زیادہ موزوں ہے کہ

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

گویا دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام تک آپ کی تعلیم آپ ہی کے ضلع اعظم گڑھ کے مختلف مقامات میں ہوتی رہی۔

دار الحدیث رحمانیہ دہلی کا قیام:۔ شوال ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام کا اعلان ہوا اس وقت مولانا کی عمر ۱۵-۱۶ سال کی تھی۔ آپ نے اس سال جا کر دار الحدیث رحمانیہ میں داخلہ لے لیا اور اس ممتاز علمی مرکز کی ابتدائی زندگی سے لے کر انتہا تک اس سے وابستہ رہے۔ آپ کے بقیہ تعلیمی ایام یہی گزرے الا یہ کہ شیخ عطاء الرحمن کے مشورے سے آپ نے معقولات کی تعلیم کیلئے تھوڑے دنوں تک رامپور، بدایوں میں قیام کیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ دہلی کے مشہور تاجر جناب حاجی شیخ عبد الرحمن و عطاء الرحمن یہ برادران کو حضرت مولانا عبد العزیز محدث رحیم آبادی سے بڑی عقیدت تھی مولانا رحیم آبادی جب دہلی تشریف لاتے تو آپ کا قیام پھاٹک حلیش خاں میں شیخ عطاء الرحمن کے ہاں ہوتا۔

مولانا رحیم آبادی اپنے وقت کے بیمثال عالم مناظر جلیل القدر مقرر اور قادر الکلام خطیب و واعظ تھے۔ دوران قیام دہلی میں خطبہ جمعہ عموماً مجالس وعظ تقاریر بھی

منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اور فن سپہ گری کی تربیت کیلئے اکھاڑے بھی تھے۔ مولانا کے صحبت یافتگان اور ہم جلیسوں میں فن سپہ گری کا شوق اتنا غالب تھا کہ جس زمانہ میں دارالحدیث رحمانیہ میں زیر تعلیم تھا (۳۴ء تا ۳۹ء کا زمانہ) اس کے مہتمم شیخ عطاء الرحمن مرحوم نے فن سپہ گری اور بنوٹ کیلئے باقاعدہ ایک استاد کا انتظام کر رکھا تھا۔ جو جماعت مجاہدین کی یادگار تھے۔ اور بعد نماز عصر طلباء کو دارالحدیث کے وسیع ہال میں بنوٹ وغیرہ کی عملی تعلیم دیتے تھے۔

بعض لوگوں کے بیان کے مطابق دارالحدیث رحمانیہ دہلی کا قیام مولانا رحیم آبادی مرحوم کے ایماء سے عمل میں آیا تھا۔ لیکن اس مرکز علم و فن کی بنیاد آپ کی حیات مستعار میں نہ پڑ سکی اس لئے کہ بعض وقائع نگاروں کے بیان کی رو سے آپ کی وفات ۱۳۳۶ھ میں ہوئی اور رحمانیہ کا قیام ۱۳۳۹ھ میں عمل میں آیا۔

حافظ محمد ابراہیم دہلوی

(متوفی ۹ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ جولائی ۱۹۳۲ء)

ابتداء قرآن حفظ کیا صرف و نحو شروع کی تھی دہلی کا مشہور مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ قائم ہو گیا پورا نصاب آٹھ سال تک ختم کیا مدرسہ کی عام سند کے علاوہ جناب مولانا احمد اللہ صاحب صدر المدرسین رحمانیہ نے ایک علیحدہ سند اپنی طرف سے ہی عطا کی۔

رحمانیہ سے تکمیل کے بعد انجمن اہلحدیث رنگون کے اصرار پر (بمشاہرہ ایک سو روپیہ وہاں چلے گئے۔ آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی سفارت پر جنوبی ہند کا دورہ کیا اور کامیابی تو دیکھئے کہ پانچ ہزار روپے لے کر لوٹے۔ اس طرح ایک مرتبہ جمعیۃ العلما دہلی کی سفارت پر کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا اور تھوڑی ہی مدت کے بعد بارہ

ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے لائے۔ کشمیر کے واقعات ابھی تازہ ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کے ادبار کی اصلاح کیلئے جب یہ تجویز ہوئی کہ بیرون ریاست (کشمیر) سے قافلے بھیجے جائیں جس میں ہزارہا مسلمان قید و بند میں جکڑے گئے۔ اس جہاد میں صاحب ترجمہ نے دہلی میں وہ کام کر دکھایا کہ جس کی سب اپنے پرائے نے تعریف کی۔ اور حق تو یہ ہے کہ سب نے مان لیا کہ جماعت اہلحدیث کو تمام مسلمانوں کا درد ہے۔ مجلس احرار اسلام دہلی کے سیکرٹری تھے۔ دہلی کے اسلامی عساکران کے اشاروں پر نقل و حرکت کرتے۔ ناموس اسلام کی اس حفاظت کی پاداش میں قید بھی ہوئے۔ گرد ستگاری کے بعد جولدنیاں اور بھی زیادہ تھیں۔

۱۹۳۲ء میں مسلم لیگ کا جو جلسہ فتح پوری جیون ہال دہلی میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب قادیانی کی صدارت میں ہونا قرار پایا تھا۔ اس کی مخالفت یوں تو تمام قوم پرور مسلم طبقہ ہند نے کی۔ مگر اس موقع پر جس ثبات و استقلال سے حافظ صاحب نے عین جلسہ گاہ میں مقابلہ کیا تمام دہلی انکا سکہ مان گئی۔ (مزید تفصیل کیلئے مولانا ثناء اللہ صاحب کے تذکرے میں ملاحظہ فرمائیے)

جماعت اہلحدیث (ہند) کیلئے ایک جامع اخبار جاری کرنا چاہتے تھے۔ خریدار فراہم کرنے کیلئے ملک میں دورہ شروع کیا سکندر آباد (دکن) تک پہنچے تھے کہ طاعون کی لپیٹ میں آگئے۔ فوراً دہلی کا قصد کیا جہاں نوروز تک زندگی و موت کی کشمکش میں رہ کر آخرت کی گود میں جا سوئے۔ دہلی کے عوام و خواص نے ان کی موت پر جو گریہ زاری کی اس سے مرحوم کی ہر دلعزیزی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

میرٹھ مسجد اہلحدیث میں بھی ایک سال قیام کیا۔ مدرسہ رحمانیہ میں بھی کچھ مدت ملازم (مطبخ و ناظم) رہے۔ الغرض وہ اگر اور جیتے تو دنیا ان کے کارنامے دیکھ

کردنگ رہ جاتی۔ (ماخوذ از تراجم علمائے اہلحدیث ہند جلد اول ص ۱۷۲ مولفہ ابو یحیٰی امام خان نوشہروی)

مولانا امام الدین رحمانی کرمالوی خطیب جامع مسجد اہلحدیث پشاور

ولدیت:۔ عبدالعزیز ولادت:۔ موضع کرمالوی علاقہ شاملی تحصیل کیرانہ ضلع مظفر نگر (یو۔پی، ہند)

بچپن و تعلیم:۔ مولانا امام الدین رحمانی اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے نانا خانصاحب محمد حسین کی زیر نگرانی پرورش پائی۔ ابتدائی رسمی تعلیم مقامی سکول میں حاصل کی دینی تعلیم کیلئے آپ کے پھوپھا جناب حافظ عبداللطیف نے آپ کو مدرسہ دارالحدیث مطلع العلوم میرٹھ شہر میں داخل کرادیا یہاں آپ نے قرآن مجید فارسی کی چند کتب اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد حسین سے پڑھیں۔ ماہ شعبان کے ایک دن آپ کی ملاقات اپنے ہم وطن مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری مظفر نگری سے ہوئی۔ جو کہ ان دنوں مدرسہ رحمانیہ کے ممتاز طالب علم تھے اور فارغ ہونے والے تھے انہوں نے آپ کو مدرسہ رحمانیہ میں داخل ہونے کی ترغیب دی بلکہ آپ کو داخلہ کی کافی امید دلائی۔ کیونکہ رحمانیہ کے متولی جناب شیخ عطاء الرحمن صاحب سے ان کے کافی تعلقات تھے۔ آخر کار ۹ شوال ۱۳۴۹ھ کو آپ کو مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں داخلہ مل گیا۔ یہاں آپ نے ۹ سال رہ کر دینی تعلیم حاصل کی۔ اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں عبور حاصل کیا۔ قرآن و حدیث کے درس سے خوب استفادہ کیا۔

اساتذہ کرام :۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی صدر المدرسین دار الحدیث رحمانیہ دہلی حضرت مولانا نزید احمد صاحب مدرس و ایڈیٹر رسالہ "محدث" دہلی حضرت مولانا احمد اللہ دہلوی حضرت مولانا محمد بن ابراہیم مشیر اعلی مدرسہ رحمانیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی۔ مولانا امام الدین صاحب نے ان تمام اساتذہ کرام سے جداگانہ طور پر استفادہ حاصل کیا۔

دینی خدمات :۔ حضرت شیخ عطاء الرحمن کے زمانہ میں حضرت مولانا محمد جوناگڑھی میاں صاحب کے گھر عورتوں کو درس قرآن دیتے تھے ایک موسم گرما میں مولانا جوناگڑھی دو ماہ کیلئے اپنے وطن جوناگڑھ تشریف لے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں سلسلہ درس قرآن کو جاری رکھنے کیلئے جن تین طالب علموں کا انتخاب کیا گیا ان میں مولانا رحمانی بھی شامل تھے حضرت مولانا عبد اللہ رحمانی کے حکم سے آپ کو دار الحدیث رحمانیہ کی جامع مسجد کی امامت کا فریضہ سونپا گیا۔ یہ نئے تعلیمی سال کے آغاز کے ایام میں ایک ظہر کی نماز کا واقعہ ہے کہ شیخ الحدیث نے آپ کو زور سے پکڑ کر مصلی کی طرف بڑھایا اس اعزازی امامت کے دوران شیخ الحدیث اصلاح فرماتے رہے۔ مولانا امام الدین کو جماعت میں اول آنے، قرآن و حدیث میں نمایاں نمبر اور بالخصوص نماز باجماعت کی پابندی پر ہر سال انعام ملتا تھا۔ تحریری مقابلوں میں بھی آپ کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔ دار الحدیث رحمانیہ میں اس نوسالہ عرصہ تعلیم میں آپ کے عزیز و اقارب اور بزرگوں نے آپ کا خیال رکھا۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ جامع مسجد اہلحدیث رنگون (برما) میں امامت و خطابت فرماتے رہے۔ جاپان کی جنگ کی وجہ سے حالات ناسازگار ہو گئے تھے تو وطن واپس چلے آئے۔ اور حضرت مولانا رضاء اللہ مرحوم کے مشورہ سے اہل نظام آباد پنجاب کی

دعوت پر جامعہ مسجد اہلحدیث قصبہ نظام آباد نزد وزیر آباد گوجرانوالہ میں پہنچ کر امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کے درس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جو چار سال تک جاری رہا۔

۱۹۴۶ء میں مسجد اہلحدیث پشاور صدر میں امامت و خطابت کے ساتھ معلم اسلامیات کی حیثیت سے سرکاری ملازمت حاصل کی۔ جو ۱۹۵۴ء میں باقاعدہ طور پر (CONFIRM) ہو گئی آپ نے ۲۴ مارچ ۱۹۷۹ء تک ملازمت کی اور دو سکولوں گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۱ پشاور صدر اور گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۱ پشاور شہر میں وابستہ رہے۔ اس ۳۲ سال ملازمت کے دوران جامع مسجد اہلحدیث پشاور میں امامت و خطابت اور درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا۔ جو اب تک بفضلہ باحسن وجوہ انجام پا رہا ہے۔

ماخوذ از تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان۔ (جلد ۲ ص ۱۵۰)

مولانا قاری عبدالخالق رحمانی

فاضل علوم دینیہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی رحمانی کارپوریشن ۱۴ منور چیمبرز کچی گلی نمبر ۳ میرٹ روڈ کراچی

ولدیت:۔ مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی

ولادت:۔ ۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء بمطابق ۸ جمادی الاولی ۱۳۴۴ھ بروز بدھ کھنڈیلہ ضلع جے پور راجستھان (بھارت)

مولانا قاری عبدالخالق رحمانی محدث شہیر مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت کھنڈیلوی جماعت اہلحدیث کے مایہ ناز اور صف اول کے

رہنما عالم دین تھے۔ ان کو استاذ الاساتذہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ہندوپاک میں آپ کے سینکڑوں تلامذہ خدمت دین میں مصروف ہیں۔ جن میں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی حضرت مولانا محمد اسحاق شیخ الحدیث دارالعلوم تقویۃ الاسلام مولانا عبدالرحمن صاقوی مولانا محمد بھٹوی اور حضرت مولانا محمد عبداللہ بدھیمالوی قابل ذکر ہیں۔

رحمانی صاحب کے والد ماجد کے علاوہ آپ کے تایا جان حکیم عبدالغفار چچا مولانا حکیم عبدالستار اور نانا حاجی شمس الدین توحید و سنت کے متوالے تھے اور انہوں نے دینی و تبلیغی حیثیت سے سلف صالحین کی یاد کو تازہ کر دکھایا۔ انہوں نے لوجہ اللہ سنت کی شمع کو روشن کیا۔

حصول تعلیم:۔ قاری صاحب نے اس طور پر مڈل تک تعلیم حاصل کی اور ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ مصباح العلوم کھنڈیلہ ضلع جے پور سے پائی۔ حفظ قرآن کی سعادت مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں رہ کر حاصل ہوئی بعد ازاں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی جیسی معروف درسگاہ میں رہ کر فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام:۔ آپ نے مندرجہ ذیل صالحین اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا۔

۱۔ شیخ الشیوخ مولانا احمد اللہ۔ ۲۔ شیخ الحدیث عبیداللہ مبارکپوری۔ ۳۔ مولانا عبداللہ۔ ۴۔ مولانا عبدالحلیم۔ ۵۔ مولانا نذیر احمد۔

فراغت کے بعد آپ تقریباً آٹھ برس تک مدرسہ قاسم العلوم آگرہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور کئی دیگر علوم فنون کی تدریس جاری رکھی۔

یادگار واقعات:۔ آگرہ میں ایک بزرگ ابوالعلاء کا مقبرہ ہے۔ جو کہ پورے ہندوستان میں خواجہ معین الدین اجمیری کے مقبرہ کے بعد شرک و بدعت کا مرکز

ہونے کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے۔ ان کے سالانہ عرس پر ہزاروں افراد مختلف مقامات سے آکر حاضری دیتے ہیں اور اپنے زعم میں حج کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ مزار کو غسل دیا جاتا ہے۔ طواف ہوتا ہے۔ قبر پر قیام و سجود اور استغاثہ ہوتا ہے۔ قاری صاحب نے یہ سب کچھ سن رکھا تھا اور دل ہی دل میں کڑھتے رہتے تھے۔ ایک بار اپنے ایک شاگرد صلاح الدین بخاری کو لے کر عرس کے موقع پر عصر سے قبل وہاں پہنچے بڑی مشکل سے قبر تک رسائی ہوئی۔ جو کچھ آپ نے سن رکھا تھا اس سے بہت کچھ بڑھ کر آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کوئی قیام میں رو رہا ہے۔ بہت سے لوگ مصروف طواف ہیں اور مردوں عورتوں کی کثیر تعداد سر بسجود ہے۔ اور ایک مجاور گردن پکڑ پکڑ کر قبر پر سجدے کرا رہا ہے۔ اس کھلے کفر و شرک کو دیکھ کر آپ کا دل بے تاب ہو گیا۔ تن بدن میں آگ سی لگ گئی اور دل ملامت کرنے لگا۔ اسی اثناء میں اذانِ عصر ہوئی۔ کافی غازی جمع ہوئے اور اعلان ہوا کہ نماز کے بعد قوالی ہو گی۔ میں نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سلام پھیرتے ہی اعلان کیا کہ حضرت صاحب کے فضائل بیان ہوں گے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر توحید بیان کی۔ حتی کہ مغرب ہو گئی۔ اور مغرب کے بعد بھی خطاب جاری رہا۔ تقریر کا اس قدر اثر ہوا کہ لوگ شرک سے توبہ کرنے لگے۔ اس طرح توحید کی دعوت پہنچائی۔

(اختصار ماخوذ از تذکرہ علمائے اہلحدیث پاکستان ج دوم ص ۴۴۰)